سُوْرَةُ الْكَوْثَرَ

یہ سورۂ مبارکہ داعیِ حق کی تصویر کشی کرتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والے ساتھی کس طرح مخالفین کے کید و مکر اور اذیت رسانیوں کی زد میں تھے، اپنے بیگانے بن گئے، رشتہ داروں نے ظلم و ستم ڈھائے، قریبیوں نے راستے میں کانٹے بچھائے اور اعزہ نے جینا دوبھر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد کی وفات ہوئی تو غیروں کے علاوہ اپنوں نے بھی اس موقع پر خوشیاں منائیں اور کہنے لگے کہ آپ کا یہ مشن زیادہ دیر تک نہیں چلے گا، آپ کی رحلت کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔

ان پریشان کن حالات میں اس سورۃ مبارکہ میں آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کا غم غلط کرتا ہے، خیر و برکت کی عظیم خوشخبری دیتا ہے، آپ کے دشمنوں کو بے نام و نشان کر دینے کی وعید سناتا ہے اور ساتھ ہی آپ کو رب کا شکر ادا کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت میں ''خیر کثیر'' کا مژدہ جانفزا سنایا گیا، دنیا میں آپ ﷺ کی امت پھلے پھولے گی، آپ ﷺ کے کھاتے میں ان گنت نیکیاں جمع ہو جائیں گی، دنیا کی ہر مسجد کے مینار سے جہاں مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی صدا بلند کرے گا، وہاں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صداقت کا اعلان بھی کرے گا، اور کلمہ طیبہ اس اقرار کے بغیر مکمل نہ ہوگا اور آپ کی سیرت طیبہ کا اتباع رب کی رضا کا نشان ٹھہرے گا اور جہاں آپ کا نام آئے گا وہاں صلی اللہ علیہ وسلم زبانوں پر جاری و ساری ہو جائے گا اور آخرت میں حوض کوثر ہوگا کہ میدان محشر میں آپ ﷺ اپنے امتیوں کو اس پاکیزہ مشروب کے جام بھر بھر کے پلائیں گے اور جنت میں ابدی اور دائمی باغ و بہار اور نہر کوثر رواں دواں ہوگی۔

آج جو لوگ آپ کی دعوت کا مذاق اڑا رہے ہیں یا آئندہ جو لوگ مذاق اڑائیں گے، وہ بے نام و نشان ہو جائیں گے، ان کے نام حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گے، دنیا اور آخرت میں سوائے ذلت و رسوائی کے ان کے حصے میں کچھ نہ آئے گا، لہٰذا آپ کا رب آپ کو اور آپ کے متبعین کو حکم دیتا ہے کہ عبادت و ریاضت پر جم جائیں اور آپ کی ہر جانی و مالی قربانی صرف اور صرف اُسی کی رضا کی خاطر ہونی چاہیے اور زبانوں پر اسی کا ترانہ جاری ہونا چاہیے۔

سُوۡرَۃُ الۡکَوۡثَر

آیات:۳ رکوع:۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ (۲) اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ (۳)

(اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کو خیرِ کثیر سے نوازا ہے، پس آپ اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھیے اور صرف اسی کے لیے قربانی کیجیے، بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ﴾

(اے نبی ﷺ) ہم نے آپ کو خیر کثیر سے نوازا ہے۔

اِنَّاۤ (اِنّ. نا) بے شک۔ہم نے، ''نَا'' ضمیر جمع متکلم رب کریم کی طرف جاتی ہے اور اُس ذاتِ واحد کی طرف جمع کا صیغہ بطور عزت کے آتا ہے، اِنّ اور نا میں ثقالت کی وجہ سے قاعدہ ادغام کے تحت ایک 'ن' غائب کر دیا گیا ہے، اَعۡطَیۡنٰکَ (اَعۡطَیۡنَا. کَ) ہم نے عطا کیا، آپ کو، الۡکَوۡثَرَ حوض کوثر، نہر کوثر، اور ''خیر کثیر''۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

''لفظ 'کوثر' کثرت سے بنا ہے، اس سے مراد مطلق اور غیر محدود کثرت ہے، یہ لفظ اس کے بالکل برعکس مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یہ ''سفہاء'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہتے تھے، ہم نے آپ کو جو ''خیر کثیر'' عطا کی ہے، وہ بہت زیادہ ہے، وہ کبھی ختم اور منقطع ہونے والی نہیں ہے، جو شخص اس

’’خیر کثیر‘‘ کو جو اللہ نے اپنے نبی کو بخشی ہے دیکھنا چاہے، اسے وہ ہر جگہ جس طرح بھی نظر دوڑائے، یا خیال کرے، پا سکتا ہے۔

وہ اس ’’خیر کثیر‘‘ کو آپ کی ’’نبوت‘‘ میں پا سکتا ہے یعنی عظیم حق اور عظیم وجود سے ربط و تعلق میں۔ اور جس نے اللہ کو پالیا اس نے سب کچھ پالیا۔

وہ اس ’’خیر کثیر‘‘ کو قرآن میں پا سکتا ہے جو آپ پر نازل ہوا...... اور جس کی ایک سورۃ ’’الکوثر‘‘ ہے...... اس قرآن کے ’’خیر کثیر‘‘ کی کوئی انتہا نہیں...... یہ ایک طاقتور جوش مارتا چشمہ ہے جس کے فیضان کی کوئی حد نہیں۔

وہ اس ’’خیر کثیر‘‘ کو ان ملاء اعلیٰ میں پا سکتا ہے جو رسول پر درود بھیجتے ہیں، پھر غور کرو جہاں ربّ کائنات کی توحید کا ذکر ہے، وہاں محمد ﷺ کی رسالت کا بیان بھی ہے۔

وہ اس ’’خیر کثیر‘‘ کو رسول کی ’’سنت‘‘ میں پا سکتا ہے جو صدہا سال سے زمین کے اطراف و جوانب میں جاری و ساری ہے۔ کروڑوں انسان، کروڑوں انسانوں کے بعد اس ’’سنت‘‘ کی پیروی میں منہمک ہیں، یہ ’سنت‘ کروڑوں زبانوں اور لبوں پر بھی جاری ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ورد رکھتے ہیں، یہ ان کروڑوں دلوں میں بھی پیوست ہے جنہیں آپ کی سیرت اور آپ کی یاد سے الفت و محبت ہے اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

وہ اِس ’’خیر کثیر‘‘ کو اس عظیم ’’فیضان‘‘ میں پا سکتا ہے جو آپ کی ذات اور آپ کے ’’طریق زندگی‘‘ سے تمام زمانوں اور تمام مقامات میں نوع انسانی پر ہوا ہے، ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، خواہ یہ وہ لوگ ہوں جنہوں نے اس خیر کو پہچانا اور وہ اس پر ایمان لے آئے یا جنہوں نے اس حق کو نہیں پہچانا مگر اس کے فیضان سے انہیں بھی حصہ ملا۔

بہر حال وہ اس ’’خیر کثیر‘‘ کو مختلف مظاہر میں پا سکتا ہے اگر ہم ان مظاہر کا استقصا کرنا چاہیں تو یہ اس ’’خیر کثیر‘‘ کو قلیل کر دینے کے مترادف ہوگا۔

بلاشبہ یہ ’’کوثر‘‘ ہے، اس کے فیضان کی کوئی انتہا ہے، نہ اس کے معارف کا کوئی شمار، نہ اس کے مطالب کی کوئی حد، اسی لیے قرآن نے کسی تحدید و تعیین کے بغیر اس ’’خیر کثیر‘‘ کا ذکر کیا تا کہ وہ ہر اس

شے پر حاوی و مشتمل ہو جو خیر بھی ہو اور زیادہ بھی۔''(فی ظلال القرآن)

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾

پس آپ اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھیے اور صرف اسی کے لیے قربانی کیجیے۔

فَصَلِّ (ف. صَلِّ) پس۔ نماز پڑھیے، (صَلّٰی، یُصَلِّیْ، صَلَاۃً) نماز پڑھنا، لِرَبِّکَ (لِ. رَبِّکَ) لیے، اپنے رب کے، ل حرف جار ک ضمیر واحد مذکر حاضر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے مگر اس میں ہر صاحب ایمان اور آپ کا ہر امتی آ جاتا ہے، وَانْحَرْ اور اپنے رب کے لیے ہی قربانی کیجیے (نَحَرَ، یَنْحَرُ، نَحْرًا) ذبح کرنا۔

مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ''خیر کثیر'' بخش دیا تو آپ اس انعام و احسان کا شکر اس طرح ادا کریں کہ کامل اخلاص کے ساتھ اپنے رب کے حضور نماز ادا کیا کریں اور اسی کے لیے قربانی کیا کریں ''نحر'' عربی زبان میں زیادہ تر اونٹ کی قربانی کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن دوسرے جانوروں کی قربانی کے لیے بھی بولا جاتا ہے یہاں نماز کے ساتھ عبادات میں سے قربانی کا ذکر کیا گیا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مشرکین اپنے بتوں اور معبودانِ باطل کے لیے قربانی والی عبادت زیادہ کرتے تھے، اس لیے صرف اللہ کے لیے قربانی ان کے اس شرک کے خلاف عملی جہاد بھی تھا، اور ہجرت سے پہلے جب تک زکوٰۃ کے تفصیلی احکام نہیں آئے تھے اور اس کا نصاب بھی مقرر نہیں کیا گیا تھا، تو اس وقت زکوٰۃ کا مطلب صرف یہی تھا کہ اپنی کمائی سے غریبوں پر بھی خرچ کیا جائے، ان کو کھلایا پلایا جائے، اس طرح مکی دور میں قربانی بھی زکوٰۃ کے وسیع مفہوم کے تحت آ جاتی تھی الغرض اس آیت میں رسول اللہ کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کے شکر میں کہ اس نے آپ کو کوثر بخش دیا ہے، آپ کامل اخلاص کے ساتھ اس رب کے حضور میں نماز ادا کیجیے اور اسی کے لیے قربانی کیجیے۔(درس قرآن)

﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾

بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

اِنَّ بے شک، بلاشبہ، جملے میں زورِ بیان کے لیے آتا ہے، شَانِئَکَ (شَانِئَ. کَ) دشمن ۔آپ کا (شَنَأَ، یَشْنَأُ، شنأً) بغض رکھنا، نفرت کرنا، شانِئٌ، دشمن، هُوَ وہی (ہے)، الْاَبْتَرُ دُم بریدہ، ناقص، بے فیض، بے نسل انسان، ذلیل وخوار (القاموس الوحید)

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

''اس سورت کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْتَرُ...... بے نام ونشان ......نہیں، صاحب ''خیر کثیر'' ہیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ کید کرنے والوں کے کید اور مکر کوانہی پر الٹا دیتا ہے، وہ پُر زور الفاظ میں فرماتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابتر، نہیں ہیں، ابتر تو ان کے بدخواہ، ان کے دشمن اور انہیں ناپسند کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے مخالفین کے سلسلے میں اپنی اس وعید کو سچ کر دکھایا، مخالفین کا دنیا سے نام ونشان مٹ گیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آوازہ وشہرہ پھیلا اور بلند ہوتا چلا گیا، آج ہم اس عظیم قول کی صداقت کا اتنی واضح اور اتنی وسیع وعریض صورت میں مشاہدہ کر رہے ہیں کہ اس قول کریم کے اولین سامعین کو اس قسم کا مشاہدہ نہ ہوسکا تھا۔

ایمان، حق اور خیر ختم ہونے کے لیے نہیں ہیں، اُن کی شاخیں دور دور تک پھیلی اور جڑیں بہت گہری اور مضبوط ہیں......فنا تو کفر، باطل اور شر کے لیے ہے، خواہ وقتی طور پر وہ پھیلے پھولے اور طاقت حاصل کر لے۔

ممکن نہیں کہ خیر اور حق کی طرف دعوت ختم ہوجائے۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے جبکہ اس دعوت کا ربط اس رب العالمین سے ہے جو زندہ جاوید، باقی رہنے والا اور ازلی وابدی ہے......زوال کفر، باطل اور ان کے علمبرداروں کے لیے ہے خواہ کچھ عرصہ ایسا محسوس ہو کہ ان کی عمر دراز اور ان کی جڑیں زمین میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں، سچ فرمایا اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر نے......جھوٹ کہا ارباب کید ومکر نے۔'' (فی ظلال القرآن)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دین حق کے ساتھ تشریف لائے اس کا حسن ابدی اور لازوال ہے اور رب کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر سے نوازا ہے کہ اس کا صلہ دنیا اور آخرت میں لامحدود ہے، دنیا میں عزت اور سرفرازی اور آخرت میں جنت اور مقام محمود ہے اور آپ کے دشمن ہی دنیا میں بے نام ونشان اور آخرت میں ذلیل وخوار ہیں۔

۲) اس سورۃ مبارکہ میں اگر چہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے لیکن آپ ﷺ کے ساتھ یقیناً آپ ﷺ کی امت کو بھی یہ ہدایت ہے کہ وہ روحانی وجسمانی اور دینی ودنیوی ہر قسم کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہے، خاص طور سے اخلاص کے ساتھ نماز اور قربانی کا اہتمام کرے، اس کے ساتھ یہ بھی اشارہ ہے کہ اگر امت اس پر عمل پیرا رہے گی تو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کے شامل حال ہوگی اور ان کا دشمن ہی بے نام ونشان ہو جائے گا۔

۳) جب تک افرادِ امت صابر وشاکر اور شیر وشکر رہے اور نہ صرف حالت امن میں بلکہ میدان جنگ میں بھی ان کی پیشانیاں رب کائنات کے حضور جھکتی رہیں تو ہر میدان میں کامیابیاں ان کے قدم چومتی رہیں۔

۴) آج ہماری حالت دگرگوں ہو چکی ہے...... اکثریت نمازوں سے غافل، اتفاق واتحاد سے بیگانہ، محبت ومودت سے خالی اور ایثار وقربانی سے ناآشنا ہے...... یہی ہمارے زوال کے اسباب ہیں۔

۵) مسلمانو! اٹھو، خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، قرآن وسنت کو مشعل راہ بناؤ اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو۔ رب کریم کی رحمت تمہیں پکار رہی ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۱۳۹)

"تم دل شکستہ نہ ہو جاؤ، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

..................o..................